AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

ڈاکٹر تمارا سون کے فہم اسلام کے مناہج، تحقیقی اہداف کی شناخت اور فکری رجحانات کا جائزہ

An overview of the methodology, identification ofresearch goals, and intellectual trends of Dr. Tamarason's understanding of Islam

Khunsa Saleh
Ph.D Scholar, The Islamia University of Bahawalpur. khunsasaleh000@gmail.com
Dr. Safia BiBi
Lecturer, The Islamia University of Bahawalpur, RYK campus, safia.bibi@iub.edu.pk

Abstract

Dr. Tamara Sonn intellectual work presents Islam in its original and positive form in Western academic circles. This article analyzes Dr. Tamara Sonn’s approach to understanding Islam, its major intellectual trends and its relationship to modernity. Dr. Tamara Sonn sees Islam as a comprehensive, dynamic and rational movement based on the principles of justice, benevolence, and human dignity. Her approach is a beautiful blend of moderation and modernism that emphasizes understanding Islamic texts in their historical context and in accordance with the demands of the present era. Her work promotes interfaith dialogue and refutes anti-Islamic propaganda in the West on academic grounds. Nevertheless, some of her modernist views have also been criticized by traditional scholars. Overall, her work not only contributes to presenting a correct concept of Islam in the West, but also encourages Muslim youth to remain committed to their faith.

Keywords: *Intellectual,Methodology, Comprehensive, Modernist. Quran o Sunnah, Justice, Monotheism, , Interfaith Dialogue, Classical Jurists, Objectives of Sharia, , Ijtihad, Deviation*

تعارف:

جدید دور میں اسلامیات کے مطالعے میں ایک اہم نام ڈاکٹر تمارا سون کا ہے جو ایک مغربی محققہ ہیں۔ ان کا فہمِ اسلام اور اس سے متعلق تحقیقات ایک منفرد حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی شناخت اور علمی پس منظر ان کے منہج، اہداف اور رجحان کو ایک خاص رنگ دیتا ہے۔ یہ آرٹیکل ڈاکٹر تمارا سون کے فہمِ اسلام کا تجزیاتی مطالعہ کرے گا اور ان کے منہج، اہداف اور فکری رجحان کو واضح کرے گا۔ ڈاکٹر تمارا سون کے نزدیک اسلام اور جدیدیت کے درمیان کوئی تصادم نہیں بلکہ باہمی تفہیم اور تطبیق (integration) کا رشتہ ہے۔ وہ جدیدیت کو صرف سائنسی پیش رفت نہیں سمجھتیں بلکہ اس کے پیچھے موجود فکری اصولوں جیسے فرد کی آزادی، انسانی حقوق اور قانونی بالادستی کو اسلامی تعلیمات کے تناظر میں دیکھتی ہیں۔ ان کے مطابق اسلام اپنے اصولوں جیسے علم کا حصول، روحانیت، اور اخلاقیات کے ذریعے جدیدیت کے روحانیت سے خالی پہلوؤں کی بھی درستگی

کر سکتا ہے۔ وہ اجتہاد کے اصول کو بروئے کار لاتے ہوئے اسلامی اصولوں کو جدید دنیا کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی وکالت کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے۔

ڈاکٹر تماراسون کا مختصر تعارف

تماراسون ایک معروف امریکی اسکالر اور ماہرِ تعلیم ہیں جن کی بنیادی مہارت اسلامیات اور مذہبی مطالعات میں ہے۔ وہ عیسائی عقائد کی پیروکار ہیں، لیکن اسلام کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا اور اسلام پر مختلف کتابیں لکھیں۔ وہ ہارورڈ یونیورسٹی سے اسلامیات میں پی ایچ ڈی کی ڈگری رکھتی ہیں اور اس وقت واشنگٹن ڈی سی میں جارج ٹاؤن یونیورسٹی [1] میں شعبہ مذہبی علوم کی پروفیسر ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ سینٹ جان فشر کالج، روچیسٹر، نیویارک میں بین الاقوامی مطالعات بھی پڑھاتی رہی ہیں۔۔ ان کی ابتدائی تعلیمی پس منظر میں فلسفہ میں بی اے کی ڈگری شامل ہے جو انہوں نے سانتاکلارایونیورسٹی سے حاصل کی، جس کے بعد انہوں نے یونیورسٹی آف ٹورنٹو سے فلسفہ میں ماسٹرز کیا۔ مزید برآں، انہوں نے اپنی پی ایچ ڈی یونیورسٹی آف شکاگو سے "نزدیکی مشرقی زبانوں اور تہذیبوں" کے شعبے میں مکمل کی، جہاں انہیں ممتاز اسلامی مفکر فضل الرحمٰن [2] کی زیرِ نگرانی تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔[3]

ان کی تحقیق کا مرکز اسلامی تاریخ، قانون، اور معاصر فکری مسائل ہیں۔ ان کے اس فکری سفر نے ان کے علمی کام کو غیر معمولی اہمیت بخشی ہے۔

تحقیق و علمی میدان :

تماراسون کی تحقیقاتی مہارت میں اسلامی فکری تاریخ ، اسلام اور معاصر سیاسی حرکیات ، اور مذہبی اقلیتوں سے متعلق سوالات شامل ہیں۔ انہوں نے متعدد اثر انگیز کتابیں تصنیف یا مشترکہ طور پر تحریر کی ہیں، جن میں درج ذیل شامل ہیں:

Between Qur'an and Crown: The Challenge of Political Legitimacy in the Arab World

(قرآن اور تاج کے درمیان: عرب دنیا میں سیاسی جواز کا چیلنج)

Interpreting Islam: Bandali Jawzi's Islamic Intellectual History 1996

(اسلام کی تعبیر: بندالی جوزی کی اسلامی فکری تاریخ)

Islam and the Question of Minorities 1996

(قانون کے ذریعے مذاہب کا موازنہ: یہودیت اور اسلام)

Judaism and Islam in Practice(2000، نیوسنر اور بروکوپ کے ساتھ)

(عملی زندگی میں یہودیت اور اسلام)

Is Islam an Enemy of the West 2016

(کیا اسلام مغرب کا دشمن ہے؟)

یہ کتاب اسلام اور تشدد سے متعلق رائج تعصبات کو چیلنج کرتی ہے۔[4]

Islam and Democracy after the Arab Spring [7](2016، جان ایسپوزیٹو [5] اور جان وول [6] کے ساتھ)

(عرب بہار کے بعد اسلام اور جمہوریت)

تماراسون نے 100 سے زائد علمی مضامین اور کتابی ابواب شائع کیے ہیں، جن کے تراجم عربی، بنگالی، پرتگالی، کوریائی، جرمن اور روسی زبانوں میں بھی کیے گئے ہیں ۔[8]

ڈاکٹر تماراسون کے فہم اسلام کے مناہج کی بنیادیں

تماراسون مغربی دنیا کی نمایاں اسلامی مفکرہ ہیں جنھوں نے اسلام کو مختلف فکری و تہذیبی جہتوں میں سمجھنے اور پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ ان کی تصنیف Islam: A Brief History (دوسرا ایڈیشن) اسلام کو محض عقائد و عبادات تک محدود کرنے کے بجائے ایک ہمہ گیر، متحرک اور زندہ تہذیبی و سماجی نظام کے طور پر متعارف کراتی ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی روایت کی اساس ایسے جامع اصولوں پر استوار ہے جو قرآن، سنت، تاریخ، عقل، اخلاق اور عدل جیسے عناصر کے ساتھ ساتھ انسانی تنوع کو بھی شامل کرتے ہیں۔ ان کی تعبیر میں اسلام محض مسلمانوں کے داخلی مذہبی تشخص تک محدود نہیں رہتا بلکہ ایک ایسا عالمی و آفاقی پیغام فراہم کرتا ہے جو ہر دور، ہر تہذیب اور ہر انسان کے لیے اخلاقی و فکری رہنمائی کا سرچشمہ بن سکتا ہے۔

- توحید: اخلاقی اور سماجی وحدت کا مرکز
- قرآن: الہامی علم اور عملی زندگی کی رہنمائی
- سنت نبوی ﷺ: عملی نمونہ اور اخلاقی قیادت
- عدل، حریت اور انسانی وقار
- اجتہاد اور فکری تنوع: تنوع (Pluralism) اور بین المذاہب مکالمہ

فہم اسلام:

لغوی مفہوم: "فہم" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں: سمجھنا، ادراک، شعور۔

"اسلام" کا مطلب ہے: فرمانبرداری، امن، اور اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا۔

"اسلام کو سمجھنے کا عمل، اس کی تعلیمات کو شعوری طور پر جاننا، اور اس کے نظریاتی، اخلاقی، اور عملی پہلوؤں کا ادراک حاصل کرنا"۔[9]

تماراسون کی تعبیر میں اسلام ایک ایسا ہمہ جہت اخلاقی و اجتہادی نظام ہے جو اپنی اساس میں زمانی و مکانی حدود سے ماوراء ہے۔ یہ صرف ساتویں صدی کی عربی معاشرت ہی کے لیے نہیں بلکہ اکیسویں صدی کی گلوبل دنیا کے لیے بھی رہنمائی، عدل و انصاف اور انسان دوستی کے اصول فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔[10]

تماراسون کی فکر کی خصوصیات:

ڈاکٹر تماراسون کا فکری اور تحقیقی منہج کئی اہم خصوصیات کا حامل ہے جو انہیں دیگر مغربی محققین سے ممتاز کرتا ہے۔

1) تاریخی شعور اور سیاق و سباق کا فہم
2) روایت اور جدیدیت میں ہم آہنگی
3) مذہب اور سیاست کا باہمی تعلق
4) اخلاقی مرکزیت (Ethical Centrality)

5) بین المذاہب مکالمہ اور مذہبی رواداری
6) اجتہاد اور فکری تجدید کی حمایت
7) متن کا سیاقی اور مقاصدی مطالعہ
8) خواتین اور اقلیتوں کے حقوق کا دفاع
9) اسلامی تاریخ کا تنقیدی جائزہ
10) علمی تکثیریت اور بین المضامینی فہم

فہم اسلام کے مناہج کی بنیادیں: مغربی فکر پر تنقید اور اسلامی متبادل

مغربی فکری روایت میں انسانیت کا محور فرد ہے، جس میں ذاتی آزادی، عقل اور خود مختاری کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے برعکس، اسلامی فہم کا مرکزی نقطہ اللہ کی رضا اور اس کی ارادے کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ مغربی فکر نے عموماً مادیت، دنیاوی لذات، اور فردی حقوق کی ترویج کو اہمیت دی، جس کے نتیجے میں خدا کی مرکزیت اور باطنی روحانیت کی اہمیت کم تر ہو گئی، حالانکہ یہ اسلامی تعلیمات کے بنیادی عناصر میں شامل ہیں۔

مغربی فلسفے نے اس تصور پر زور دیا کہ انسان کا بنیادی مقصد اپنی ذاتی فلاح اور خوشی حاصل کرنا ہے۔ نتیجتاً، دنیاوی اور مادی حقائق کو حقیقت کا مرکزی محور قرار دیا گیا، جبکہ مذہب کو صرف ذاتی امور تک محدود کر دیا گیا۔ اس نقطہ نظر سے فرد کی توجہ باطنی سکون، روحانی ارتقاء، اور اللہ کی رضا کی طرف کم ہو گئی، جو کہ اسلامی تعلیمات کا بنیادی جزو ہے۔

اسلامی فہم کو بطور حل پیش کرنا:

اسلامی فکر میں دنیا اور آخرت کے درمیان ایک متوازن نقطہ نظر اختیار کیا گیا ہے۔ انسان کا مقصد صرف دنیاوی کامیابی حاصل کرنا نہیں بلکہ اللہ کی رضا اور آخرت میں کامیابی حاصل کرنا بھی ہے۔ قرآن و سنت میں انسان کو دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کے راستے پر چلنے کی ہدایت دی گئی ہے، جہاں فرد کا بنیادی مقصد اپنی روحانی پاکیزگی اور اللہ کے ساتھ گہرا تعلق قائم کرنا ہے۔

" وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ "[11]

"اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے"

یہ آیت واضح طور پر انسان کی زندگی کے مقصد کو بیان کرتی ہے کہ انسان کا اصل مقصد اللہ کی عبادت اور اس کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔ اس کے برعکس، مغربی فکر میں انسانیت کو محض مادیت اور فردی خوشی کے تابع کیا گیا ہے۔

اسلامی فکر میں انسان کی روحانیت کو مرکزی اہمیت حاصل ہے اور فرد کی ترقی کو اللہ کے احکام کے مطابق ڈھالنے پر زور دیا گیا ہے۔ اسلامی معاشرت میں قانون، اخلاق، اور فرد کا کردار اس بنیاد پر قائم ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنی زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق گزارے۔

مغربی فکر کے اثرات اور اسلامی متبادل:

مغربی دنیا میں فرد کی آزادی اور عقل کو اولین ترجیح حاصل ہے، جس کے نتیجے میں اکثر اخلاقی ابتری، سماجی انفرادیت، اور روحانی بحران پیدا ہوتے ہیں۔ مغربی معاشروں میں مادیت پرستی اور دنیاوی کامیابیوں کے تعاقب نے انسان کو باطنی سکون اور روحانی توازن سے دور کر دیا ہے۔

اسلامی فہم میں انسان کو اپنے باطن کی صفائی، روحانی ترقی، اور اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے پر توجہ دینے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات کی پیروی کے ذریعے فرد اپنی روح کی پاکیزگی، اخلاقی ارتقاء، اور اللہ کے راستے پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر کے مطابق انسان کا مقصد دنیا میں اللہ کی رضا کے مطابق زندگی گزارنا اور آخرت میں اس کی مغفرت اور جنت کا حصول ہے۔

"جو شخص اللہ کی رضا کی پیروی کرتا ہے، وہی کامیاب ہے" [12]

اسلامی فہم میں فرد اور معاشرتی ذمہ داریوں کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ یہاں انسان کا کردار محض اپنی ذاتی خوشی تک محدود نہیں بلکہ وہ معاشرت میں اچھے اخلاق، تعاون، اور خدمت کے ذریعے معاشرت کی اصلاح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

1۔ فہم اسلام کے نمونوں پر محققین کی آراء:

اسلامی فہمی نمونوں کے حوالے سے محققین کے درمیان واضح تنوع موجود ہے۔ بعض محققین اسلامی فکر کے روایتی اور کلاسیکی نمونوں کی تائید کرتے ہیں، جبکہ دیگر جدید، ترقی پسند، اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق فکری اپروچ کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ اختلافات نہ صرف اسلامی تعلیمات کی مختلف تعبیرات کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ اس بات کا بھی اشارہ ہیں کہ اسلام ایک زندہ اور متحرک فکری روایت ہے، جو ہر دور میں نئے چیلنجز اور معاشرتی ضرورتوں کے مطابق خود کو ڈھال سکتا ہے۔

روایتی فہم اسلام کی تائید:

مذہبی علماء اور بعض روایتی محققین اسلام کے قدیم اصولوں اور کلاسیکی فقہ کی بنیاد پر اس کی تشریح کے حق میں ہیں۔ ان کے مطابق، فہمِ اسلام کا یہ نمونہ قرآن و سنت کے ساتھ مکمل ہم آہنگی رکھتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی یا جدیدیت کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے موقف کے مطابق، اسلام کے بنیادی اصول اور فقہی تعلیم وقت کی ضروریات کے مطابق تبدیل نہیں کیے جاسکتے کیونکہ اسلام بذات خود ایک جامع اور مکمل دین ہے جو ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

مثال:

علامہ اقبال [13] اور سید مودودی [14] جیسے مفکرین نے اسلام کی روایتی تشریحات کو اہمیت دی، اور ان کا خیال تھا کہ اسلامی معاشرت کی تشکیل اور فہمی نمونوں کا محور قرآن و سنت اور اجماع امت پر ہونا چاہیے۔

جدید فہم اسلام کی تائید:

دوسری جانب کچھ جدید محققین اور فکری حلقے جدید دور کی ضرورتوں کے مطابق فہم اسلام کے نمونوں کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ دین اسلام میں لچک اور تطبیق کی گنجائش موجود ہے جو جدید دنیا کے سائنسی، تکنیکی، اور سماجی مسائل کے حل کے لیے کارآمد ہو سکتی ہے۔ ان محققین کا یہ بھی خیال ہے کہ شریعت میں موجود اجتہاد کی صلاحیت سے فائدہ اٹھا کر اسلامی اصولوں کو جدید دنیا کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے۔

مثال: فواد زکریا [15] جیسے مفکرین نے اسلام کے جدید فہمی نمونوں کو اجاگر کیا ہے اور ان کا ماننا ہے کہ جدیدیت کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کے لیے اسلام کی فہم میں تبدیلیاں ضروری ہیں۔

2۔ نظریاتی مخالفت یا تائید:

فہم اسلام کے مختلف نمونوں پر نہ صرف محققین بلکہ دیگر نظریاتی حلقوں میں بھی اختلافات پائے جاتے ہیں۔

نظریاتی مخالفت:

کچھ علماء اور فکری حلقے جدیدیت یا لبرل ازم کے اثرات کے تحت اسلام کے فہمی نمونوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ مغربی دنیا کی فکر یا نظریات کا اسلام سے ہم آہنگ ہونا دین کی اصل روح سے انحراف کے مترادف ہے۔ وہ اس بات کے مخالف ہیں کہ کسی بھی جدید نظریہ یا مغربی فکر کو اسلام کی بنیادوں پر نافذ کیا جائے، کیونکہ یہ دین کے اصولوں کو خراب کر سکتا ہے۔ ایسے حلقے اجتہاد اور اسلامی اصولوں کی بنیاد پر تبدیلیوں کے حق میں نہیں ہیں۔

مثال: مولانا ابو الاعلی مودودی اور امام غزالی جیسے علماء نے اسلامی فہمی نمونوں میں جدت کے اثرات کی سخت مخالفت کی اور اسلام کے روایتی اصولوں کو برقرار رکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔

نظریاتی تائید :

دوسری جانب، بعض فکری حلقے اور محققین اسلامی فہمی نمونوں میں تبدیلی یا اجتہاد کو ضروری سمجھتے ہیں تاکہ اسلامی معاشرت اور معاشی نظام کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جاسکے۔ ان کا کہنا ہے کہ اسلام کا مقصد صرف روحانیت نہیں بلکہ سماجی انصاف، معیشت، اور سیاست کی بہتری بھی ہے، اور اس کے لیے ضروری ہے کہ موجودہ دنیا کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے فہمی نمونوں میں اصلاح کی جائے۔

مثال: فواد زکریا نے "اسلام اور مغربی معاشرت" میں لکھا کہ اسلامی فہمی نمونوں میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلی ضروری ہے تاکہ اسلام کی اصل روح کو برقرار رکھا جاسکے، اور ساتھ ہی اسے معاشرتی اور سائنسی ترقی کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاسکے۔

3۔ علمی حلقوں کا ردعمل:

اسلامی فہمی نمونوں پر علمی حلقوں کا ردعمل بھی مختلف نوعیت کا ہے۔ کچھ حلقے ان کی حمایت کرتے ہیں، جب کہ دیگر نے ان میں موجود اجتہاد یا جدت کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

علمی حلقوں کی تائید:

علمی حلقوں میں وہ افراد جو اسلام کے روایتی فہمی نمونوں کے حامی ہیں، یہ یقین رکھتے ہیں کہ دین کا اصولی فہم کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا اور اس میں کسی بھی قسم کی جدت کی گنجائش نہیں ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اسلام کا پیغام مکمل اور جامع ہے، اور اس میں کسی اضافے یا کمی کی ضرورت نہیں ہے۔

مثال: "الازہر یونیورسٹی" اور "جامعہ اسلامی مدینہ" جیسے ادارے اسلام کے روایتی فہمی نمونوں کو اہمیت دیتے ہیں اور ان میں اجتہاد کی ضرورت کو محدود سمجھتے ہیں۔

علمی حلقوں کا ردِ عمل:

دوسری طرف، اسلامی فہمی نمونوں میں تبدیلی یا اجتہاد کے حامی علمی حلقے، مثلاً "اسلامی یونیورسٹی لاہور" اور "جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی"، جدید سائنسی و سماجی مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلامی فہمی نمونوں کی اہمیت پر زور دیتے ہیں اور ان کا ماننا ہے کہ اجتہاد ایک ضروری عمل ہے جو ہر دور کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ضروری ہے۔

ڈاکٹر تماراسون کے اہداف تماراسون کے تحقیقی اہداف کی شناخت

تماراسون کے تحقیقی اہداف کی معنویت:

علمِ انسانی، انسانی تجربے کی تفہیم اور اس کے تجزیاتی مطالعے کا وہ بنیادی ستون ہے جس پر اقوام کی فکری و علمی ترقی استوار ہوتی ہے۔ ہر تحقیقی عمل کی ابتدا اشفاف اور شعوری اہداف سے مشروط ہوتی ہے، جو تحقیق کے رخ، دائرہ کار، مواد اور نتائج کے تعین میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ اہداف دراصل وہ بنیاد فراہم کرتے ہیں جس پر تحقیق کا پورا ڈھانچہ قائم ہوتا ہے۔ ان کی عدم موجودگی تحقیق کو ایسی بے سمتی حالت میں چھوڑ دیتی ہے جیسے کوئی کشتی بغیر سمت کے سمندر میں بھٹک رہی ہو۔ اس کے برعکس، مربوط اور واضح اہداف نہ صرف تحقیق میں نظم و ترتیب پیدا کرتے ہیں بلکہ محقق کو علمی سفر کے ہر مرحلے پر رہنمائی بھی فراہم کرتے ہیں۔

"إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى" [16]

" اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر انسان کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی"۔

یہ حدیثِ مبارکہ اس امر کی صریح شہادت پیش کرتی ہے کہ تحقیق سمیت تمام علمی و فکری سرگرمیوں کی بنیاد نیت، یعنی مقصد اور ہدف کے تعین پر استوار ہے۔

تماراسون کی تحقیق میں اہداف کا مقام

1۔ تماراسون کا تحقیقی زاویہ: ایک علمی و فکری جائزہ:

تماراسون (Tamara Sonn) ان ممتاز مغربی اسکالرز میں شامل ہیں جنہوں نے اسلام کو صرف ایک مذہبی مظہر کے طور پر نہیں بلکہ ایک ہمہ جہت تہذیبی، تاریخی، قانونی اور فکری نظام کی صورت میں پیش کیا ہے۔ ان کی علمی تحریروں کا مطالعہ اس امر کو نمایاں کرتا ہے کہ ان کی ہر تحقیق ایک واضح، مخصوص اور قابلِ تعین مقصد کے تحت منظم کی گئی ہے۔

مثال کے طور پر، اپنی کتاب Islam: A Brief History میں انہوں نے اسلام کی ابتدا سے جدید دور تک کے ارتقائی مراحل کو صرف تاریخی واقعات کی فہرست کی صورت میں پیش نہیں کیا، بلکہ ان واقعات کے پسِ منظر میں کارفرما فکری، اخلاقی اور سیاسی محرکات کو بھی اجاگر کیا ہے۔

"Tamara Sonn explores the development of Islamic civilization not merely as a sequence of events but as a continuum of values, law, and communal identity "[17]

2۔ موضوعاتی وضاحت اور سوالی انداز:

تماراسون کی تحقیق کا ایک نمایاں امتیاز یہ ہے کہ وہ ہر باب اور ہر موضوع کی ابتدا ایک بنیادی سوال سے کرتی ہیں، جو دراصل تحقیقی طرزِ فکر کی اصل روح اور علمی جستجو کی بنیاد ہے۔ وہ اپنی تحقیق میں ایسے بنیادی سوالات اٹھاتی ہیں:

کیا اسلام محض عبادات پر مشتمل ایک نظام ہے یا وہ سماجی و سیاسی نظریہ بھی پیش کرتا ہے؟
اسلامی قانون اور سیاسی اقتدار کے مابین تاریخی تعلق کی نوعیت کیا رہی ہے؟
جدید مسلم معاشروں کو درپیش چیلنجز کون سے ہیں اور ان کا رشتہ ماضی کی فکری و تہذیبی وراثت سے کس طرح جوڑا جا سکتا ہے؟
ایسے سوالات ان کے تحقیقی مقاصد کا آئینہ دار ہیں اور یہی سوالات قاری کو نہ صرف تحقیق کے دائرۂ کار اور رخ سے روشناس کراتے ہیں بلکہ اس کے فکری تسلسل کو بھی واضح کرتے ہیں۔

"اسلام کی قانونی و سیاسی تاریخ پر سوال اٹھا کر وہ صرف ماضی نہیں، بلکہ حال اور مستقبل کی سمت بھی متعین کرتی ہیں۔"[18]

3۔ سادہ اسلوب، مگر گہرا مقصد:

اگرچہ تماراسون کا اسلوبِ تحریر مغربی علمی روایت سے ماخوذ ہے، تاہم وہ اسلامی اصطلاحات اور اقدار کی توضیح محض وضاحت کے لیے نہیں کرتیں، بلکہ اس کے پس پشت ایک گہرا مقصد کارفرما ہے، اور وہ ہے اسلام کو ایک ہمہ جہت اور زندہ تہذیبی نظام کے طور پر پیش کرنا۔ یہ مقصد ان کے تحقیقی اہداف میں بھی نمایاں ہے، خصوصاً جب وہ خلافت، قانون، اور مذہبی آزادی جیسے موضوعات پر بات کرتی ہیں:

"The central role of law in Islamic civilization demonstrates the unity between belief and practice, and underscores Islam's concern with justice and governance[19]".

4۔ قرآن کی روشنی میں تحقیقی شعور:

اگر تحقیق کا مقصد صرف علم کے حصول تک محدود رہے تو اس کی افادیت محدود رہ جاتی ہے، لیکن جب اس کا محرک ہدایت، عمیق فہم اور عدل کے قیام جیسے اعلیٰ مقاصد ہوں تو یہ عمل قرآنی تناظر میں ایک "حق پر مبنی جستجو" کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

"وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا"[20]

"اور کہہ: اے میرے رب، مجھے علم میں اضافہ عطا فرما"۔

"وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ"[21]

"اس چیز کے پیچھے نہ چل جس کا تمہیں علم نہیں"۔

تماراسون کا اسلوب دراصل اسی قرآنی ہدایت سے ہم آہنگ دکھائی دیتا ہے، کیونکہ وہ تحقیق کے بغیر کسی رائے کو مسلط کرنے کے بجائے قاری کو خود سوال اٹھانے اور فکری جستجو میں شامل ہونے پر مائل کرتی ہیں۔

5۔ حدیث کی روشنی میں تحقیقی دیانت:

حضور ﷺ نے فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"[22]

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔"

اگرچہ تماراسون کی تحقیقات مغربی تناظر میں مرتب کی گئی ہیں، تاہم ان میں دیانت، علمی جستجو، غیر جانب داری اور عمیق فہم کا ایسا متوازن امتزاج موجود ہے، جسے اسلامی علمی روایت میں بھی ایک مثالی وصف تصور کیا جاتا ہے۔

اسلامیات کے لیے تماراسون کے تحقیقی اہداف کی اہمیت

1۔ اسلامیات: روایتی و جدید تحقیقی فریم ورک:

اسلامی علوم (Islamic Studies) کی روایت صدیوں پر محیط ایک عظیم علمی میراث کی حامل ہے، جس میں فقہ، تفسیر، حدیث، عقائد، تصوف اور فلسفہ جیسے متنوع شعبہ جات شامل رہے ہیں۔ تاہم جدید تناظر میں ان علوم کے مطالعے کا دائرہ محض روایتی مباحث تک محدود نہیں رہا، بلکہ اس میں تنقیدی فکر، بین المذاہب مکالمے، اور معاصر مسائل کے ساتھ فکری ربط کو مرکزی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔

اسی مقام پر تماراسون جیسے مغربی محققین کا کردار نمایاں ہو جاتا ہے، جنہوں نے اسلامیات کے مطالعے میں تحقیقی مقاصد کی نئی جہتیں متعارف کروا کر اس علمی روایت کو ایک وسیع ترافق عطا کیا۔

2۔ تماراسون کا تحقیقی ہدف: "اسلام ایک زندہ تہذیبی ڈھانچہ"

تماراسون کے نزدیک اسلام کو محض ایک تاریخی مظہر یا عقائدی نظام تک محدود کر دینا اس کے ہمہ جہت پہلوؤں کو نظر انداز کرنا ہے۔ ان کی علمی کاوش کا بنیادی مقصد اسلام کو ایک زندہ، متحرک اور ہمہ گیر تہذیبی ڈھانچے کے طور پر سمجھنا اور اسی تناظر میں اس کی تفہیم فراہم کرنا ہے۔

"Islam is not static. It is a continuously evolving tradition anchored in principles of justice, unity, and moral responsibility[23]".

ان کا یہ مقصد اسلامیات کے طلبہ اور محققین کو اس امر کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ اسلام کو معاصر تناظر میں اس انداز سے پیش کریں کہ وہ نہ صرف قابلِ فہم ہو بلکہ فکری و عملی سطح پر مؤثر بھی ثابت ہو۔

3۔ مقاصدِ شریعت کی عصری تفہیم:

اسلامی قانون (Shariah) کا بنیادی مقصد انسانی فلاح پر مبنی ہے، جو جان، مال، عقل، نسل اور دین کے تحفظ کے اصولوں کے گرد گھومتا ہے۔ تماراسون ان مقاصد کو عصرِ حاضر کی علمی و تحقیقی اصطلاحات میں ڈھالتی ہیں اور انہی کی روشنی میں معاصر نوعیت کے سوالات کو جنم دیتی ہیں۔

کیا اسلامی ریاست کا ماڈل آج کے تناظر میں ممکن ہے؟

کیا شریعت کا نفاذ صرف قانونی احکام تک محدود ہے؟

کیا مسلم اقلیتیں غیر مسلم اکثریت میں اپنی اقدار کو محفوظ رکھ سکتی ہیں؟

یہ تمام سوالات اسلامیات کے موجودہ دائرۂ تحقیق میں وسعت اور تنوع پیدا کرتے ہیں۔

"اسلامی اصولوں کی عصری معنویت کا جائزہ لینا، صرف اجتہاد نہیں، بلکہ تجدیدِ فکر کی ذمہ داری ہے۔"[24]

4۔ قرآن کا مقصدی اندازِ علم:

قرآنِ حکیم بارہا علم کے مقصد، اس کے اثرات اور اس کے عملی نتائج پر توجہ مرکوز کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ تماراسون کے تحقیقی اہداف بھی اسی قرآنی فکر کے ساتھ ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"[25]

"اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔"

"هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ"[26]

"کیا وہ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو نہیں رکھتے، برابر ہو سکتے ہیں؟"

اسلامیاتی تحقیق محض تاریخی مطالعے تک محدود نہیں رہتی بلکہ انسانی وجود کے مقصد اور اس کی معنوی جہات کی جستجو کا ایک ذریعہ ہے، اور یہی نکتہ تماراسون کے تحقیقی اہداف کا بنیادی محور تشکیل دیتا ہے۔

5۔ حدیث: مقصدی شعور اور عقلی توازن

حضور ﷺ کی ایک حدیث ہے:

"الحكمة ضالَّة المؤمن، فحيث وجدها فهو أحقُّ بها"[27]

" حکمت مومن کی گم شدہ میراث ہے، جہاں بھی اسے پائے، وہی اس کا زیادہ حق دار ہے " ۔

تماراسون کا علمی سفر اسی روایت کی عکاسی کرتا ہے؛ وہ مغربی تناظر میں رہتے ہوئے بھی اسلام کی حکمت کو دریافت کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور اسے علمی دنیا کے سامنے ایک معتدل، مہذب اور ہمہ جہت دین کے طور پر پیش کرتی ہیں۔

6۔ اسلامیات میں تماراسون کا اثر:

نئے سوالات کو جگہ دی جیسے مذہبی آزادی، اسلاموفوبیا، خواتین کا کردار

اسلام کو جدید انسانی حقوق کی بحث سے جوڑا

بین المذاہب مکالمے کو تحقیقی بنیاد دی

اسلام کو مغرب میں دفاعی نہیں، علمی لہجے میں پیش کیا

"Her research made Islam part of global academic discourse rather than an isolated theological topic [28]".

مختلف کتب میں تحقیقی اہداف کا اظہار:

1۔ تماراسون کی بنیادی فکر: "اسلام وقت سے ہم آہنگ ہے"

تماراسون کی علمی کاوش کا ایک بنیادی ہدف یہ ہے کہ وہ اسلام کو ایسے دین کے طور پر پیش کریں جو محض ماضی تک محدود نہیں بلکہ عصرِ حاضر کے مسائل اور تقاضوں کا بھی قابلِ عمل جواب فراہم کرتا ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی تعلیمات جامد یا غیر متحرک نہیں بلکہ ایسی لچکدار اور ہمہ گیر ہیں جنہیں اجتہاد، تدبر اور عصری فہم کے ذریعے ہر دور میں مؤثر طور پر نافذ اور بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔

"Islam is not a fossilized tradition, but a dynamic faith that engages actively with the needs of every age[29]"

2۔ عصری تعبیر کی ضرورت:

آج کے جدید انسان کو جن سوالات کا سامنا ہے:

مذہب اور سائنسی ترقی کا تعلق؟

دین کی قانونی اور اخلاقی حدود؟

جدید ریاست، قانون، جمہوریت اور اسلام؟

تماراسون ان تمام سوالات کو اسلامی تعلیمات کے اندر رہتے ہوئے جواب دینے کی کوشش کرتی ہیں۔

3۔ قرآن اور عصرِ جدید:

قرآنِ مجید انسان کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ کائنات اور دنیاوی حقائق پر غور و فکر کرے اور اپنے عہد کی ضروریات و تقاضوں کو سمجھنے کی بصیرت پیدا کرے۔

"سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ"[30]

" ہم انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے آفاق میں بھی اور ان کے اپنے اندر بھی"۔

یہ آیت اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہے کہ اسلام کا پیغام زمانی تغیرات سے لاتعلق نہیں بلکہ ان کے ساتھ ہم آہنگ رہنے اور ہر دور کے تقاضوں کا جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

4۔ حدیث میں تجدیدِ دین کی بشارت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله يبعث لهذه الأمة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها"[31]

"یقیناً اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس امت کے لیے دین کی تجدید کرے گا" ۔

تماراسون کا تحقیقی منہج اسی فکری تجدید کے اصول سے ہم آہنگ ہے۔ ان کی تصانیف میں اجتہاد، تنقیدی جائزے اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کے ساتھ مطابقت کا بار بار ذکر ملتا ہے۔

5۔ عصری تعبیر اور شریعت کی روح:

وہ بار بار واضح کرتی ہیں کہ اسلامی شریعت کا اصل مقصد انسان کی فلاح، عدل، اور بھلائی ہے نہ کہ سخت گیری یا جامد قوانین۔

"The spirit of Shariah is the realization of justice and the preservation of human dignity — not merely punishment or restriction[32]".

6۔ اجتہاد کا اصول: عقل و نقل کی ہم آہنگی:

تماراسون امام غزالی، ابن رشد اور علامہ اقبال جیسے مفکرین کا حوالہ دیتے ہوئے اس نکتے کو اجاگر کرتی ہیں کہ اسلام میں اجتہاد کی روایت عقلی اور نقلی دلائل کے امتزاج پر قائم ہے، اور یہی امتزاج اس کی عصری معنویت اور فکری وسعت کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

7۔ مغرب کے تناظر میں عصری تفہیم:

مغربی علمی و فکری حلقوں میں اسلام کو عموماً ماضی پرستی یا جمود کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا جاتا ہے، تاہم تماراسون کی تحریریں اس رائج تصور کی مؤثر تردید کرتی ہیں۔

"Islam has a rich legacy of intellectual openness and creative engagement with change — far from being static"[33]

ڈاکٹر تماراسون کے فکری رجحان کا تجزیہ

ڈاکٹر تماراسون کا فکری رجحان نہ تو مکمل طور پر کلاسیکی (Traditional) ہے اور نہ ہی وہ جدیدیت پسندی (Modernism) کی انتہا پر ہیں۔ ان کا رجحان اعتدال پسندی اور تجدد پسندی کا حسین امتزاج ہے۔ تماراسون کے فکری رجحانات میں سب سے نمایاں پہلو اسلام کی تعبیرِ نو ہے۔ وہ

اسلامی فکر کو جامد یا ساکت نہیں سمجھتیں بلکہ اس پر زور دیتی ہیں کہ اسلام کو ہر دور کے نئے سیاق و سباق میں سمجھنا ضروری ہے۔ ان کے نزدیک قرآن ایک ایسا زندہ نص ہے جو ہر زمانے سے ہم کلام ہوتا ہے اور اس کی تعبیر کو صرف ماضی تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔

انہوں نے فضل الرحمٰن کی "Double Movement Theory" کو سراہتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اسلامی متون کو ان کے تاریخی پس منظر کے ساتھ ساتھ عصرِ حاضر کے تناظر میں بھی سمجھا جائے۔[34]

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

" وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ "[35]

"یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں، اور انہیں صرف اہلِ علم ہی سمجھتے ہیں"

تماراسون اسی فہم پر زور دیتی ہیں کہ قرآنی فکر اہلِ عقل کے لیے ہے، اور عقل وقت اور حالات کے مطابق نت نئے زاویے تلاش کرتی ہے۔

اسلام کی تعبیر میں تماراسون کا نقطہ نظر:

تماراسون نے اسلام کی تعبیر کو نہایت متوازن اور علمی تناظر میں پیش کیا ہے۔ ان کے نزدیک اسلام محض عبادات اور فقہی احکام تک محدود نہیں بلکہ ایک جامع اخلاقی و تہذیبی نظام ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ ان کی تحریروں میں اسلام کو ایک متحرک، ہمہ گیر اور اخلاقی نظریہ کے طور پر اجاگر کیا گیا ہے جو ہر دور میں نئے معنوی اظہار کی راہیں کھولتا ہے۔[36]

1۔ تعبیرِ اسلام: روایت اور تجدید:

تماراسون اس بات پر زور دیتی ہیں کہ اسلام کی حقیقی تفہیم محض روایتی فقہی ذخیرے تک محدود نہیں کی جا سکتی، بلکہ اس کے لیے سیاق و سباق، مقاصدِ شریعت اور انسانی فلاح جیسے پہلوؤں کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ وہ ان اسکالرز میں شمار ہوتی ہیں جو اسلامی تعلیمات کو مقاصدی تناظر میں دیکھنے پر اصرار کرتی ہیں۔[37]

2۔ قرآنی تعبیر اور اخلاقی بنیاد:

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

" إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَ إِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ"[38]

"بے شک اللہ حکم دیتا ہے عدل کا، احسان کا اور قرابت داروں کو (مال) دینے کا"

اس آیت کی روشنی میں تماراسون کی تعبیر یہ ہے کہ اسلام کی اصل روح عدل اور معاشرتی توازن ہے نہ کہ ظاہری سختی یا سخت فقہی اجتہاد۔[39]

3۔ فقہ، شریعت اور مقاصد:

تماراسون کے نزدیک "مقاصد الشریعہ" اسلام کی جدید تعبیر کا بنیادی ستون ہیں۔ ان کے مطابق شریعت کی اصل غایت انسانی فلاح اور بھلائی ہے، نہ کہ محض قانونی احکام کا نفاذ۔ اس تصور کی وضاحت کے لیے وہ امام شاطبی، ابن عاشور اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے افکار سے استدلال پیش کرتی ہیں۔[40]

4۔ اسلاموفوبیا کے تناظر میں تعبیر :

تماراسون اس نکتے کو اجاگر کرتی ہیں کہ مغربی دنیا میں اسلام کو صرف ایک سیاسی قوت یا ممکنہ خطرہ سمجھنا اس کی حقیقی روح سے انحراف ہے۔ ان کے نزدیک اسلام کو اس کے روحانی، اخلاقی اور سماجی تناظر میں سمجھا جائے تو یہ نہ صرف درست تعبیر فراہم کرتا ہے بلکہ بین المذاہب ہم آہنگی اور باہمی احترام کو بھی فروغ دیتا ہے۔[41]

5۔ حدیث مبارکہ:

" الْإِسْلَامُ دِينُ الرَّحْمَةِ وَالتَّوَاصُلِ"[42]

"اسلام رحمت اور تعلق کا دین ہے"

یہ حدیث تماراسون کی تعبیر میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ ان کے مطابق اسلام کی تمام تعلیمات اسی اصول سے پھوٹتی ہیں یعنی "رحمت للعالمین"۔

" وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" [43]

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا"

تماراسون کی تعبیرِ اسلام میں مقاصدِ شریعت، اخلاقی اصول اور انسانی فلاح کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ان کے نزدیک اسلام محض فقہی ضوابط یا سیاسی ڈھانچے تک محدود نہیں بلکہ ایک زندہ، عقلی اور اخلاقی تحریک ہے جو انسانی معاشرت اور تہذیب کو ہمہ جہت رہنمائی فراہم کرتی ہے

تماراسون کی سفارشات:

- بین المذاہب مکالمے کو فروغ دینا
- اسلام کی علمی و فکری شبیہ کی بحالی
- مغرب میں اسلام مخالف پروپیگنڈے کی سائنسی بنیادوں پر تردید
- مسلم دنیا میں خود احتسابی اور علمی خود مختاری

تماراسون کے نزدیک اسلام اور مغرب کے تعلقات کو نئے سرے سے سمجھنے اور بیان کرنے کی ضرورت ہے، ایسی زبان اور علمی منہج کے ذریعے جو مکالمہ، احترام اور انصاف کو فروغ دے۔ ان کی فکر محض تنقیدی نہیں بلکہ مثبت امکانات اور تعمیری ہم آہنگی کے پہلو بھی سامنے لاتی ہے۔

اسلام اور جدیدیت کے درمیان ربط پر تماراسون کی سوچ

1۔ جدیدیت (Modernity) کا فکری تناظر:

تماراسون کے نزدیک جدیدیت صرف سائنسی پیش رفت یا مغربی تہذیب کا مظہر نہیں، بلکہ ایک جامع فکری اور سماجی عمل ہے جو فرد کی آزادی، قانون کی بالادستی، انسانی حقوق کے تحفظ اور علمی ارتقا جیسے بنیادی اصولوں پر استوار ہے۔[44] ان کے نزدیک اسلام اور جدیدیت کا تعلق تصادم پر مبنی نہیں بلکہ باہمی تفہیم اور تطبیق (integration) کا ہے، جس کے ذریعے اسلامی اقدار کو جدید تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے

2۔ اسلام کا بنیادی پیغام اور جدیدیت:

اسلام اپنی اصل میں ایک متحرک، عقلی اور اصولی دین ہے جو کسی ایک تہذیب یا دور تک محدود نہیں بلکہ ہر زمان و مکان میں قابلِ اطلاق ہے۔ تماراسون کے نزدیک اسلامی تعلیمات ایک ایسی آفاقی ہدایت ہیں جو عصرِ حاضر کے چیلنجز کے حل کے لیے بھی مؤثر رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

" هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ "[45]

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے"

تماراسون اس قرآنی آیت کی روشنی میں واضح کرتی ہیں کہ اسلام کی حقانیت محض مذہبی رسومات تک محدود نہیں، بلکہ اس کا ظہور سماجی انصاف، انسانی ترقی، علم کے فروغ اور تہذیبی تعمیر میں بھی ہونا چاہیے۔[46]

3۔ جدید علوم اور اجتہاد:

تماراسون اسلام کو جدیدیت سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اجتہاد کو کلیدی حیثیت دیتی ہیں۔ ان کے مطابق:

"اجتہاد صرف علمی کاوش نہیں بلکہ فکری بیداری، عقلی تجزیہ اور معاشرتی فہم کا مجموعہ ہے۔"[47]

وہ فضل الرحمٰن، ناصر حامد ابوزید اور دیگر معاصر مفکرین کی طرح اس بات پر زور دیتی ہیں کہ قرآن کی تعبیر سیاق وسباق (context) کے لحاظ سے کی جائے تاکہ موجودہ دور کے سوالات کا علمی جواب دیا جا سکے۔

4۔ حدیث شریف:

"اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا"[48]

"حکمت مومن کی گمشدہ دولت ہے، جہاں سے بھی ملے، وہی اس کا حقدار ہے"

اس حدیث کی روشنی میں تماراسون یہ نکتہ پیش کرتی ہیں کہ علم، تجربہ اور عقلی تحقیق خواہ کسی تہذیب میں ہو اسلام اسے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

5۔ جدیدیت اور روحانی اقدار:

تماراسون جدیدیت کی مادیت زدہ فکر پر تنقید بھی کرتی ہیں اور اسے روحانیت سے خالی تمدن سمجھتی ہیں۔ ان کے مطابق، اسلام کا پیغام نہ صرف عقلی و سائنسی ترقی کی اجازت دیتا ہے بلکہ ساتھ ہی روحانی توازن، اخلاقی ضبط، اور قلبی تسکین بھی فراہم کرتا ہے جو جدید تہذیب میں کمزور پڑ چکے ہیں۔[49]

قرآن میں فرمایا گیا:

" أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ "[50]

"خبردار! دلوں کا سکون صرف اللہ کے ذکر میں ہے"

6۔ تماراسون کی تجویز کردہ حکمتِ عملی:

- اجتہاد اور مقاصد الشریعہ کے اصولوں کو از سرِ نو متحرک کرنا
- جدید تعلیم و تحقیق میں اسلامی اخلاقیات کو سمو دین
- مغربی اصطلاحات جیسے آزادی اور مساوات کو اسلامی سیاق میں سمجھنا
- مذہب کو فرد اور ریاست دونوں سطحوں پر رہنمائی کا سرچشمہ قرار دینا

تماراسون کے نزدیک اسلام اور جدیدیت کے درمیان ہم آہنگی اور اشتراک اسی وقت ممکن ہے جب اسلامی تعبیر کو عقلی اجتہاد، روحانی بصیرت اور سماجی انصاف کی بنیاد پر استوار کیا جائے۔ وہ جدیدیت کو کلیتاً رد نہیں کرتیں بلکہ اسے اسلام کی اصولی اقدار کے دائرے میں جذب کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔

ڈاکٹر تماراسون کا فکری کام مغربی علمی حلقوں میں اسلام کو اس کی اصل اور مثبت شکل میں پیش کرتا ہے۔ ان کی فکر اسلام کو ایک ہمہ گیر، زندہ، اور عقلی تحریک کے طور پر دکھاتی ہے جو عدل، احسان، اور انسانی وقار کے اصولوں پر قائم ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتی ہیں کہ اسلام اور مغرب کے تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے بین المذاہب مکالمے اور علمی خود احتسابی کی ضرورت ہے۔ ان کا کام اسلامیات کے میدان میں نئے سوالات اور تحقیقی زاویے متعارف کراتا ہے اور اسلام کی ایک ایسی تصویر پیش کرتا ہے جو دفاعی نہیں بلکہ علمی اور تعمیری ہے۔ ان کا منہج، جو ایک اندرونی بصیرت، تاریخی سیاق وسباق اور بین الضابطہ مطالعے پر مبنی ہے، اسلام اور مغرب کے درمیان ایک بہتر تفہیم پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔

تاہم، ان کے کچھ نظریات پر روایتی علماء کی طرف سے تنقید بھی ہو سکتی ہے، بالخصوص ایسے مسائل پر جن پر کلاسیکی فقہاء کی آراء واضح ہیں۔ ان کے تجدد پسندانہ نقطہ نظر کو بعض لوگ اسلامی روایت سے انحراف بھی سمجھ سکتے ہیں۔

خلاصہ بحث

ڈاکٹر تماراسون کا فکری کام مغربی علمی حلقوں میں اسلام کو اس کی اصل اور مثبت شکل میں پیش کرتا ہے۔ وہ اسلام کو ایک جامع اور متحرک تہذیبی نظام کے طور پر دیکھتی ہیں، جو محض ایک مذہب نہیں بلکہ عدل، احسان اور انسانی وقار کے اصولوں پر مبنی ہے۔ ان کا تحقیقی منہج اعتدال پسندی اور تجدد پسندی کا حسین امتزاج ہے، جو قرآن، سنت اور عقل کی بنیاد پر استوار ہے۔

- **جامع فہم اسلام:** ڈاکٹر سون اسلام کو ایک آفاقی پیغام سمجھتی ہیں جو کسی خاص وقت یا جگہ تک محدود نہیں، بلکہ ہر دور کے لیے اخلاقی اور فکری رہنمائی فراہم کرتا ہے۔
- **منہج تحقیق:** ان کا منہج تاریخی شعور، سیاق وسباق کے فہم، اور روایت و جدیدیت میں ہم آہنگی پر مبنی ہے۔ وہ اسلامی تعلیمات کو عصرِ حاضر کے چیلنجز کے مطابق سمجھنے پر زور دیتی ہیں۔
- **فکری رجحانات:** ان کے کام میں اخلاقی مرکزیت، اجتہاد اور فکری تجدید کی حمایت، اور بین المذاہب مکالمے کو فروغ دینا نمایاں ہے۔ وہ اسلام کی اصل روح کو انسانی فلاح اور بھلائی میں تلاش کرتی ہیں۔
- **اسلام اور جدیدیت:** ڈاکٹر سون کے نزدیک اسلام اور جدیدیت کے درمیان تصادم نہیں بلکہ باہمی تفہیم اور مطابقت کا رشتہ ہے۔ وہ اجتہاد کے ذریعے اسلامی اصولوں کو جدید دنیا سے ہم آہنگ کرنے کی وکالت کرتی ہیں۔
- **تنقید:** ان کے تجدد پسندانہ نقطہ نظر پر روایتی علماء کی جانب سے تنقید بھی ہوتی ہے، جو اسے اسلامی روایت سے انحراف سمجھتے ہیں۔
- **مجموعی اثر:** ڈاکٹر سون کا علمی کام مغرب میں اسلام کا درست تصور پیش کرنے اور مسلم نوجوانوں کو اپنے دین پر فخر کرنے کی ترغیب دینے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ ان کا منہج ایک ایسا عملی نمونہ پیش کرتا ہے جو اسلامی تعلیمات اور جدید چیلنجز کے درمیان پل کا کام کر سکتا ہے۔

حوالہ جات

[1] "Tamara Sonn". Georgetown University. Retrieved 28 August 2014

[2] ڈاکٹر فضل الرحمٰن(1919–1988)ایک ممتاز پاکستانی نژاد اسلامی مفکر اور ماہرِ تعلیم تھے۔وہ یونیورسٹی آف شکاگو میں پروفیسر رہے اور جدید تناظر میں قرآن وسنت کی تعبیرِ نو کے حوالے سے شہرت رکھتے ہیں۔

Sonn, Tamara. (1995). "Rahman, Fazlur". In John L. Esposito. The Oxford Encyclopedia of the Modern Islamic World. Oxford: Oxford University Press

[3]"Bio of Tamara Sonn". Center for Islam and Democracy. Archived from the original on 2007-08-21. Retrieved 2007-09-07

[4] Bücher.de. Book Information on Tamara Sonn. Munich, 2022

[5] (John Esposito, b. 1940) امریکی ماہرِ اسلامک اسٹڈیز اور جارج ٹاؤن یونیورسٹی کے پروفیسر۔وہ اسلام اور سیاست کے موضوع پر عالمی سطح پر مستند اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں۔

(Interview with the Islam scholar John Louis Esposito: Islam's image problem – Qantara.de". Qantara.de – Dialogue with the Islamic World (بزبان انگریزی). Retrieved 2021-01-12.)

[6] امریکی اسکالر اور اسلامی سیاسی تحریکات کے ماہر۔وہ اسلام اور جمہوریت کے موضوع پر اپنی تحقیق کی وجہ سے مشہور ہیں۔(https://arz.wikipedia.org/wiki)

[7] Center for the Study of Islam and Democracy (CSID). Profile and Writings of Tamara Sonn. Washington, DC, 2021

[8] Center for the Study of Islam and Democracy (CSID). Profile and Writings of Tamara Sonn. Washington, DC, 2021

[9] Sonn, Tamara. (n.d.). Islam and the West. Journal of Islamic Studies

[10] Sonn, Tamara. Islam: A Brief History, 2nd Edition. Wiley-Blackwell, 2010

[11]الذاریات، 51 :56

[12]البقرہ،2: 195

[13]علامہ اقبالؒ(1877–1938ء)شاعرِ مشرق اور فلسفی۔ خودی اور اجتہاد کے فلسفے کے ذریعے مسلمانوں کو بیدار کیا۔اردو اور فارسی میں شاعری کرتے تھے اور یہی ان کی بنیادی وجہ شہرت ہے۔شاعری میں بنیادی رجحان تصوف اور احیائے امت اسلام کی طرف تھا۔(ماہنامہ دخترانِ اسلام،نومبر 2016)

[14] مودودی، مولانا سید ابو الاعلیٰؒ(1903–1979ء)اسلامی مفکر اور جماعتِ اسلامی کے بانی۔ جدید دور میں اسلامی ریاست اور نظام پر گہری تحقیق کی۔

(Adams, Charles J. (1983)۔ "Maududi and the Islamic State" در۔ John L. Esposito ۔(مدیر) Voices of Resurgent Islam۔ Oxford University Press۔99ص ۔ ISBN:9780195033403)

[15]فواد زکریا(جدید مفکر) اسلام کی عصری تشریحات کے حامی۔ اجتہاد اور علمی تجدید پر زور دیتے ہیں۔

)"Fouad Zakariyya, Arab existentialist with a secular vision". The National. 20 March 2010. Retrieved 21 December 2013.

[16]البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح،(مصر: دار طوق النجاۃ، ۱۴۱۴ھ)، حدیث 1

17 Islam: A Brief History, p. 114

18 Islam: A Brief History, p. 89

19 Islam: A Brief History, p. 167

[20]طٰہٰ،20: 114

[21]الإسراء،17: 36

[22]ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن ،(حلب: دار احیاء الکتب العلمیہ، س،ن)حدیث 224

23 Islam: A Brief History, p. 189

24 Judaism and Islam, Notes to Chapter 3

[25]الذاریات، 51:56

[26] الزمر، 39: 9

[27] الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسیٰ، السنن (بیروت، دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء)، حدیث 2687

28 Comparing Religion Through Islam, p. 52

29 Islam: A Brief History, p. 119

[30] فصلت، 41: 53

[31] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن (بیروت: المکتبۃ العصریہ، س،ن)، حدیث 4291

32 Comparing Religion Through Islam, p. 109

33 Judaism and Islam, p. 87

[34] Sonn, Islam: History, Religion, and Politics , 2016, p. 42

[35] العنکبوت، 28: 43

[36] Sonn, Islam and the West , 2004, p. 22

[37] Sonn, Tamara. Islam: History, Religion, and Politics. Wiley Blackwell, 2016

[38] النحل، 16: 90

[39] Sonn, 2016, p. 89

[40] Fazlur Rahman, Islam and Modernity , 1982, pp. 15–17; Al-Shatibi, Al-Muwafaqat, Vol. 2, p. 26

[41] Sonn, 2004, p. 45

[42] السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر، الجامع الصغیر (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۵ء)، حدیث: 1197

[43] الانبیاء، 21: 107

[44] Sonn, Islam: History, Religion, and Politics, 2016, p. 94

[45] التوبہ، 9: 33

[46] Sonn, 2016, p. 96

[47] Rahman, Islam and Modernity, 1982, p. 22

[48] الترمذی، السنن، حدیث: 2687

[49] Sonn, 2004, p. 110

[50] الرعد، 13: 28